بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ جمل

(تحقیق و تنظیم و پیشکش)

سید ہادی حسن عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ جمل مسلمانوں کے دو گرہوں میں ہوئی پہلی لڑائی ہے جس کی حقیقی وجہہ مسلمانوں کا خود ساختہ تین خلافتوں میں دین محمدی ﷺ اور قرآن کی تعلیمات سے اس قدر دور ہو جانا کہ جب محمد مصطفی ﷺ کا مکمل نمونہ سیرت وسنت خلافت وحکومت پر فائز ہوا تو مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے پہلے دن سے ہی مخالفت شروع کر دی تھی۔اس واقعہ کے وجود میں آنے کے تفصیلی واقعات کا مطالعہ رسول اللہ ﷺ کے ۲۵ سال بعد کے مسلمانوں کے عقیدہ وایمان کی واضح تصویر کی عکاسی کر سکتا ہے البتہ بشرطہا وشروطہا۔۔۔

ہم پر یہ الزام بھی ہے کہ ہم مسلمانوں کی تاریخ کے سیاہ اوراق کو پیش کرنا چاہتے ہیں جبکہ دنیا کی دوسری قومیں اپنے روشن وشان دار واقعات کو دنیا کے سامنے لا کر داد تحسین حاصل کرتی ہیں۔

اس قسم کے اعتراض کرنے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ تاریخ اسلام کی وہ عظیم شخصیتیں جن کے احسان تلے اسلام دبا ہوا ہے, ان پر مسلمان نما دنیا طلب قدرت پسند سیاست دانوں نے ظلم کیا ہو , ان کا حق غصب کیا ہو اور انھیں شھید کیا ہو تو کیا اسے آج ہم بیان بھی نہیں کر سکتے؟ ان پر ظلم کرنے والوں سے نفرت کا اظہار بھی نہیں کر سکتے؟!

اس کو دوسروں تک پہنچا کر ثواب میں شامل ہو جائے۔ داعی الی الخیر

سید ہادی حسن عابدی

ویب سائٹ:www:RABBIZDNIELMA.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خلافت کے آغاز کے فوراً بعد حکم صادر فرمایا کہ تمام مال و دولت اور زمینات جسے تیسرے خلیفہ عثمان بن عفانؓ نے اپنے خاندان کے افراد کو یا غیروں کو بغیر کسی وجہ و حق کے بخشا ہے اسے بیت المال لوٹا دیا جائے۔ اگر کسی نے اسے اپنی زوجہ کا مہر قرار دیا ہو یا اس مال سے کنیز خریدی ہو تب بھی اسے لوٹانا پڑے گا۔ اس حکم کے ساتھ ہی جن افراد کے دلوں میں یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ تیسری خلافت میں بیت المال سے حاصل کیا ہوا مال دولت و زمین واپس بیت المال کو لوٹانا پڑے گا اور مولا علی ع کی خلافت میں بیت المال کو لوٹنے اور اپنی آرزوں کے پوا ہونے کی امید نہیں رہی تھی جیسے طلحہؓ, زبیرؓ و معاویہ ابن ابوسفیان اور انکے مددگار مروان ابن حکم اور عبداللہ ابن عامر وغیرہ نے حضرت علی ع کی خلافت و حکومت کے خلاف سرکشی و بغاوت کر کے عثمان ابن عفانؓ کے خون کے مطالبہ کے بہانے جنگ جمل کا آغاز کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم و تعلیمات کی خلاف ورزی کی ایک بڑی مثال جنگ جمل ہے۔ اس جنگ کے تعلق سے تفصیلی گفتگو کرنے سے قبل کچھ حقایق کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ جنگ جمل مسلمان کے دو گروہوں کے درمیان پہلی جنگ ہے جس میں مختلف روایات کے مطابق ۶ تا ۲۰ ہزار افراد قتل ہوئے۔

۲۔ جنگ جمل کے وجوہات اور اس کے نتائج کے تعلق سے بہت کتابیں لکھی گئیں ہیں چنانچہ فہرست ندیم کے مطابق ۱۱ کتابیں صرف پہلی و دوسری صدی ہجری میں

لکھیں گئیں۔ان میں سے اکثر مصنفین کا قلم سیاسی حالات اور اپنے دور کی حکومتوں کے زیراثر رہا۔خاندن زبیر کا اثر دوران خلافت عبداللہ ابن زبیرؓ کم مدت کے لئے سہی مگر رہا۔بنی امیہ اور بنی مروان کا اثر تقریباً ایک صدی تک رہا۔اس کے بعد بنی عباسیوں کی خلافت رہی اوراس جنگ کے تعلق سے ان کا اپنا نتیجہ فکر مصنفین پر اثر انداز ہوتا رہا۔

۳۔اس کے علاوہ مسئلہ امامت وخلافت مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان مختلف نظریات رکھتا ہے۔ان امور کی وجہہ سے جنگ جمل کے وجوہات ونتائج کو موردتجزیہ و تحلیل کرنے والوں پر موضوع خروج وقیام برضد امام عادل وحاکم بھی مختلف حکم رکھتا تھا۔

۴۔ام الموءمنین عایشہؓ و طلحہؓ و زبیرؓ بھی اس گروہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے جس گروہ میں معاویہ ابن ابو سفیان ومروان ابن حکم قرار پاتے تھے اورجن کے فساد کو آسانی سے مورد بحث قرار دیا جاسکتا تھا۔عایشہ بنت ابوبکرؓ بعنوان ام المومنین عوام کے ذہنوں میں ایک خاص احترام رکھتی تھیں۔زبیرؓ بھی رسول اللہ ﷺ اور مولا علی ع کی پھوپی کے بیٹے اوررسول اللہ ﷺ کے خاص صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔طلحہؓ کو بھی روایات میں شھید زندہ کا لقب دیا گیا تھا۔مسلمان اس بات کا اعتقاد رکھتے تھے کہ جنگ احد میں طلحہؓ نے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کے لئے سپر قرار دیا تھا۔

لہذاءان کا قیام خلیفہ وقت حضرت علی ع کے خلاف اورہزاروں مسلمانوں کے قتل کے باوجودان کے خلاف صحیح فیصلہ کرنا اورانھیں موردالزام قرار دینا مسلمانوں کے لئے

دشوار رہا ہے۔ بلکہ بہت سے مسلمان اس بات کا یقین رکھتے ہیں کے ان لوگوں نے توبہ کرلی ہے اور اللہ کی بخشش و رحمت کے سزاوار ہو گئے ہیں۔

۵۔ چونکہ جنگ جمل کے دوران ہی طلحہؓ و زبیرؓ کی موت واقع ہوگئی اور اس کے کچھ عرصہ بعد عبداللہ ابن زبیرؓ نے مرگ یزید ابن معاویہ کے بعد حجاز کے علاقہ پر خلافت حاصل کرلی تھی لہذاء عبداللہؓ اور تیسرے خلیفہ کے طرفداروں کی غلط بیانی کی وجہ سے یہ سمجھا یا گیا کہ مولا علی ع کے خلاف قیام ضروری تھا۔

ان تمام مسائل کی وجہ سے جنگ جمل کے تعلق سے حقیقت اس طرح واضح نہ ہو سکی جیسی ضرورت تھی۔حتی اسلامی تاریخ کا مطا لعہ کرنے والے مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی کچھ شک وشبہات و سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔کوشش یہ ہے کہ یہ تحریر جنگ جمل کے تعلق سے پیدا ہونے والے اکثر سوالات کا جواب دے سکے تا کہ حقیقت جاننے والے مسلمان کو صحیح فیصلہ کرنے میں مددگار ثابت ہو۔

اس تحریر میں جہان اسلام کے علمی روشن چہروں کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے تا کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اس تحریر کی صداقت پر اطمینان حاصل کرسکیں۔

اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ تاریخی واقعات کی بنیاد پر تجزیہ و تحلیل کر کے عقل و منطق کی روشنی میں نتیجہ مطالعہ کرنے والوں کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

اس تحریر کا اہم مقصد تاریخی حقایق کو مستند ذرائع سے پیش کر کے مظلومیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا ہے تا کہ روشن ہو جائے کہ مال و دولت و مقام کی خاطر دنیا پرست مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی حقیقی تصویر سیرت و علم

و اخلاق کو کس طرح ہوای نفس کے گرد و غبار میں نا قابل شناخت بنا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

مخالفت کی ابتداء:

ابن ابی الحدید نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی ع کی بیعت بعنوان خلیفہ چھارم ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری روز جمعہ انجام پائی۔ دوسرے دن حضرت ع نے مسجد میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حکومت کی بنیادی سیاست کو بیان فرمایا جو سب کے لئے یکساں عدل و انصاف پر مبنی تھی۔ اس خطبہ کو سن کر دنیا پرست نام نہاد مسلمان حضرت ع سے دوری و دشمنی اختیار کرنے لگے۔ اس خطبہ کو ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد۲ صفحہ ۱۷۱ پر نقل کیا ہے۔ مولا علی علیہ السلام نے فرمایا:

۱۔ میں تم لوگوں کے اصرار پر کراہیت کے ساتھ حکومت کو قبول کیا ہوں۔

۲۔ جان لو کہ تم سب امتحان کی منزلوں سے گذرو گے۔ مشکلات و مصیبتیں تاریک راتوں کی طرح تم پر سایہ ڈالے ہوئے ہیں اور اس کو صرف صابر, اہل بصیرت اور بیدار افراد ہی برداشت کر سکتے ہیں۔

۳۔ میں جس طرح رسول اللہ ﷺ کی حیات میں قاطعانہ عمل کرتا تھا اب بھی اسی طرح عمل کرونگا (میں وہی علی ع ہوں)۔ اپنے دائیں و بائیں جانب دیکھ کر فرمایا: جان لو کہ تم میں سے کچھ افراد کو دنیا نے اپنے میں ڈبو لیا ہے, وہ زمین و جائیداد کے مالک بن گئے ہیں۔ انہوں نے نہریں کھدوائی ہیں اور بہترین گھوڑوں پر سواری کرتے ہیں, نازک بدن کنیزوں کو اختیار کیا ہے جو ان کے لئے ذلت و رسوائی کا

ذریعہ بنی ہیں۔ جب میں ان سے ان چیزوں کو لے لوں گا جس میں یہ ڈوب گئے ہیں اوران کوان کا حقیقی حق دیدوں گا جسے وہ خود جانتے ہیں توان کے رنج و غضب کا سبب بنے گا اور فریاد کریں گے کہ ابو طالب ع کے بیٹے نے ہمیں ہمارے حق سے محروم کردیا۔

مھاجرو انصار میں سے جوبھی رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے اگروہ سمجھتا ہے کہ صحابیت کی وجہ سے وہ دوسروں سے برتر ہے تو یہ جان لے کہ وہ برتری کل اللہ تعالی کی بارگاہ میں رہے گی اوراس کی جزاء وانعام اللہ سے ملے گا (ہم سے اس امتیاز کی توقع نہ رکھو)۔

جوکوئی اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی دعوت کوقبول کرے , ہمارے عقیدہ کی تصدیق کرے , ہماری دین میں داخل ہوکر ہمارے قبلہ کی طرف اپنارخ کرے وہ اسلام کے حقوق اورحدود کا حقدار ہے لہذا تم سب اللہ کے بندے ہو اور مال ودولت بھی اللہ کی ملکیت ہے جوتم سب میں مساوی تقسیم ہوگا۔اس تعلق سے کسی کوکسی پر برتری وفضیلت نہیں ہے۔متقی و پرہیزگار بندوں کو قیامت میں اللہ کی بارگاہ سے بہترین انعام اور اعلی ترین ثواب عطا ہوگا۔اللہ نے دنیا میں متقی و پرہیزافراد کے لئے انعام وثواب قرارنہیں دیا ہے بلکہ جواللہ کے پاس ہے وہ نیک بندوں کے لئے بہتر ہے۔

کل تم لوگ میرے پاس آو جو مال ودولت بیت المال میں ہے اسے تم میں مساوی تقسیم کرونگا۔سب آئیں کوئی عرب یا غیرعرب چھوٹ نہ جاے , چاہے اسکا نام لکھا ہو یا نہ لکھا ہو سب کو ملے گا, میزان مسلمان اورآزاد (غلام نہ ہو) ہونا ہے۔تمھارے لئے اوراپنے لئے اللہ کی بارگاہ میں بخشش کی دعاء کرتا ہوں۔

دوسرے دن لوگ بیت المال پر جمع ہوئے۔ حضرت علی ع نے بیت المال کے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع کو حکم دیا کہ پہلے مہاجرین کو بلاؤ اور ہرایک کو ۳ دینار دو ان کے بعد انصار کو بلاؤ اور ہرایک کو ۳ دینار دو۔

اس وقت سھل بن حنیف نے آگے بڑھکر عرض کیا: یاامیرالمومنین ع یہ میرا غلام ہے۔ کل تک غلام تھا آج میں نے اسے آزاد کر دیا۔ مولا علی ع نے فرمایا: ہم اسے بھی تمہارے برابر ۳ دینار دینگے۔

طلحہؓ, زبیرؓ عبداللہ ابن عمرؓ, سعید ابن عاص, مروان ابن حکم کے علاوہ کچھ قریشی اور غیرقریشی افراد نے بیت المال سے ۳ دینار کا اپنا حصہ قبول نہ کیا اور مولا علی ع کے مخالفت شروع کردی۔

اس تقسیم کے دوسرے دن مولا علی ع مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اطراف مسلمان حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ طلحہؓ و زبیرؓ مسجد میں داخل ہوئے اور مولا علی ع سے دور مسجد کے ایک گوشہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان کے فوراً بعد مروان, سعید اور عبداللہ ابن زبیرؓ مسجد میں داخل ہوئے اور طلحہؓ و زبیرؓ کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔ ان کے بعد کچھ اور قریش آئے وہ بھی ان کے گروہ میں شامل ہوگئے۔ یہ افراد کچھ دیر تک آپس میں آہستہ گفتگو کرتے رہے, اس کے بعد ولید ابن عقبہ ان کا پیغام لے کر حضرت علی ع کی خدمت میں آے اور حضرت ع سے گفتگو کی۔ مولا علی ع کا جواب سن کر ولید اپنے دوستوں کے پاس لوٹے اس واقعہ کے بعد سے وہ سب مولا علی ع کی مخالفت و دشمنی پر اتر آئے۔

کچھ دن بعد جب اس گروہ کی مخالفت ظاہر ہونے لگی تو عمار بن یاسرؓ ابوایوب انصاریؓ و سھل ابن حنیفؓ اور کچھ افراد حضرت علی ع کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طلحہؓ و زبیرؓ کے گروہ کے تعلق سے عرض کیا کہ اس گروہ کے افراد نے آپ سے کئے گئے وعدہ کو توڑ دیا ہے اور سب آپ کی مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ ہم کو بھی مخالفت اور عھد توڑنے کے لئے اصرار کررہے تھے لہذا ء آپ اس تعلق سے جو مناسب سمجھتے ہیں اقدام فرمائے۔ بیت المال کی تقسیم میں آپ نے جو برابری اختیار کی اس کی وجہ سے یہ ہوا ہے اور اب خلیفہ عثمانؓ کے خون کے مطالبہ کو عنوان بنا کر مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر گمراہ و جاہل افراد کو اپنے ہمراہ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت علی ع ان افراد کی گفتگو سننے کے بعد تلوار کمر سے لٹکائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالی کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اللہ کی بارگاہ میں برترین شخص اور منزلت کے لحاظ سے مقرب ترین وہ ہے جو اللہ کے احکامات کی بہترین طریقہ پر اطاعت و پیروی کرے، رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بہترین طریقہ پر عمل کرے اور اللہ کی کتاب کو بہترین طور پر زندہ رکھے۔ ہمارے نزدیک اگر کسی کو امتیاز و برتری ہے تو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے ہے۔ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ سے کئے گئے عھد و پیمان اور انکا عمل موجود ہے جسے سوائے جاہل اور حق سے منکر شخص کے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اے لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم ہی نے تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کر

سکو اس میں شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے (سورہ الحجرات آیت ۱۳)۔

اس کے بعد مولا علی ع نے اپنی آواز کو اونچی کر کے فرمایا: اللہ تعالی کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اگر اس سے انکار کرو تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

فرمایا: اے مہاجر و انصار کے گروہ کیا تم اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر اپنا احسان جتاتے ہو؟ بلکہ یہ اللہ ہے جس نے تم پر احسان کیا ایمان کی ہدایت کے ذریعہ۔

اس گفتگو کے بعد فرمایا: میں ابوالحسن ہوں (جب آپ غضبناک ہوتے تو اپنے کو ابو الحسن کہہ کر پہچنواتے تھے) سنو! جان لو یہ دنیا جس کی تم تمنا رکھتے ہو اور اس کی طرف رغبت کرر ہے ہو تم کو غضب میں لا رہی ہے۔ یہ تمہارا حقیقی گھر نہیں ہے یہ وہ منزل نہیں ہے جس کے لئے تم خلق کئے گئے ہو۔ لہذاء اس تعلق سے تمہیں منع اور اس کے ضرر سے باخبر کرنے کے باوجود یہ بات تمہیں مغرور نہ کردے اور جو نعمتیں تمہیں اللہ نے دی ہیں انھیں صرف خود کے لئے قرار نہ دو۔

بیت المال کے تعلق سے جو تقسیم عمل میں آئی کسی کو کسی پر برتری نہیں ہے وہ اللہ کا مال ہے اور تم بھی اللہ کے مسلمان بندے ہو۔ ہم سب اللہ کی کتاب کے آگے سر تسلیم خم کر چکے ہیں قرآن اللہ اور ہمارے درمیان عھد و پیمان ہے۔ جو کوئی اس بات پر ناراض ہے وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ اللہ کے اطاعت گذار اور اللہ کا حکم ماننے والے حاکم کو نہ کسی کا خوف ہے اور نہ کسی سے وحشت۔

اس بیان کے بعد امیر المومنین ع نے ممبر سے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور عمار بن یاسر و عبدالرحمن بن حسل قریشی کو طلحہ رض و زبیر رض کے پاس بھجوا کر (جو مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے) اپنے قریب بلوایا (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)۔

طلحہ رض و زبیر رض کے امام ع کی خدمت میں آنے پر امام ع نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم دونوں اپنی مرضی سے میرے پاس نہیں آے تھے اور مجھے بیعت کی دعوت نہ دی جبکہ میں نے بیعت لینے سے اکراہ ظاہر کیا؟

دونوں نے جواب دیا: ہاں یہ سچ ہے۔

فرمایا: نہ تم مجبور تھے اور نہ تم پر زور ڈالا گیا بلکہ تم نے اپنی مرضی و رغبت سے میری بیعت کی اور میرے ساتھ وعدہ کیا۔

دونوں نے جواب دیا: ہاں صحیح ہے۔

فرمایا: پھر کس بات پر تم اب یہ راستہ اختیار کئے ہو؟

انھوں نے کہا: ہم نے بیعت کی تھی کہ آپ (حکومت کے) کاموں میں ہم سے مشورہ کریں، ہماری رائے اور ہمارا نظریہ معلوم کئے بغیر کوئی کام انجام نہ دیں۔ آپ خود ہماری دوسروں پر برتری و فضیلت سے واقف ہیں مگر بیت المال تقسیم کرتے وقت ہم سے مشورہ کئے بغیر اور ہماری رائے جانے بغیر اپنی مرضی سے بیت المال تقسیم کر دیا اور ہمارے حق کو اہمیت نہ دی۔

مولا علی ع نے فرمایا: تمہارا غصہ اور تمہاری ناراضگی کم ہے جبکہ تمہاری امیدیں بہت زیادہ ہیں لہذا اللہ تعالی سے اس تعلق سے معافی مانگو تاکہ اللہ تمہیں بخش دے۔

اب مجھے یہ بتاؤ کیا میں نے تمہارے حق سے منع کیا ہے , کیا اس تعلق سے تم پر میں نے ظلم کیا ہے؟

دونوں نے کہا: نہیں ! ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

امام ع نے سوال کیا: میرے کس عمل پر تم کو اعتراض تھا اور کس بات پر خفا ہوئے ؟

انھوں نے جواب دیا: ہماری ناراضگی کی وجہ آپ سے تقسیم بیت المال کے تعلق سے ہے کہ آپ نے عمر ابن خطاب رض کے طریقہ تقسیم کی مخالفت کی۔ آپ نے تقسیم بیت المال میں ہمارے حق کو دوسروں کے برابر قرار دیا جو ہمارے برابر نہیں ہیں۔ ہم نے اپنی تلواروں اور نیزوں سے اسلام کو پھیلایا اور ہم نے یہ مال و دولت دشمنان اسلام کے قبضہ سے تلوار کے زور پر حاصل کیا۔

مولا علی ع نے فرمایا: تم نے جو یہ اعتراض کیا کہ کیوں ہم سے مشورہ نہیں کیا تو سنو قسم ہے پروردگار کی میں حکومت حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا تم لوگوں نے مجھے مجبور کیا۔ مجھے اس بات کا خوف ہوا اگر میں تم لوگوں کی درخواست کو قبول نہ کروں تو امت اسلامی میں اختلاف ہو جائے گا۔

جب مجھ پر ذمہ داری ڈالی گئی تو میں نے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پیش نظر رکھ کر عمل کیا۔ مجھے تمہاری یا کسی اور کے مشورہ یا رائے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ایسی صورت حال پیش آے کہ اس تعلق سے قرآن اور رسول اللہِ ﷺ کی سنت سے رہنمائی نہ مل سکے اور تم سے مشورہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو میں مشورہ کرنے میں کوتاہی نہیں کرونگا۔

بیت المال سے مساوی اور عادلانہ تقسیم کے تعلق سے یہ کام بھی میں نے اپنی طرف سے انجام نہیں دیا۔ میں نے اور تم دونوں نے بھی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح عمل فرماتے تھے اور اس بات کی گواہی اللہ کی کتاب بھی دیتی ہے، وہ کتاب جس میں باطل کا گزر نہیں ہے۔

اور یہ بات جو تم نے کہی کہ وہ مال جسے تم نے اپنی تلوار و نیزوں سے اسلام و مسلمین کو دلوایا اسے اب میں تم میں اور دوسروں میں مساوی طور پر تقسیم کر رہا ہوں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے حیات میں جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور اپنی تلواروں و نیزوں سے اسلام کی نصرت کی، انھیں رسول اللہ ﷺ نے تقسیم بیت المال کے موقع پر دوسروں پر برتری عطا نہ کی۔ اللہ تعالی سابقون اور مجاہدوں کو انعام قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔ قسم ہے پروردگار کی میرے پاس تمہارے لئے اور دوسروں کے لئے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)۔

طلحہؓ و زبیرؓ اس عادلانہ تقسیم سے ناراض ہو گئے وہ بیعت توڑنے اور مخالفت کرنے کا ارادہ کر چکے تھے کہ معاویہ ابن ابوسفیان کے خط نے ان کو اس کام کو انجام دینے میں دلیر اور ارادہ میں مضبوط کر دیا۔ معاویہ ابن ابوسفیان نے زبیر ابن عوامؓ کے نام خط لکھا کہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برائے بندہ خدا زبیر (امیر المومنین) از معاویہ بن ابی سفیان۔ سلام ہو تم پر۔ میں نے اہل شام سے تمہاری خلافت کے لئے بیعت لے لی ہے۔ تمام

شامی تمہاری بیعت کے لئے ایسا ہجوم کئے جیسے دودھ دینے والے جانور دودھ دینے کے لئے ہجوم کرتے ہیں اور یہ لوگ تمہاری بیعت کے لئے ہم پر زور ڈال رہے ہیں۔ تم صرف کوفہ اور بصرہ کو اپنی حفاظت میں رکھو تا کہ علی ع کے ہاتھ میں نہ چلے جائیں۔ کیونکہ ان دو شہروں کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد دوسری زمینوں کی اہمیت نہ رہے گی۔ میں نے طلحہؓ کو تمہارا ولیعھد قرار دیا ہے اور تمہارے بعد ان کی بیعت کرونگا۔ عثمان بن عفانؓ کے خون کے مطالبہ کے عنوان سے قیام کرو اور لوگوں کو اسی کے لئے دعوت دو۔ اس کام میں سچی لگن کے ساتھ اتحاد کو باقی رکھو۔ اللہ تمہیں کامیابی عطا کرے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے (الامام علی صوت العدالتہ الانسانیہ صفحہ ۹۷)۔

زبیرؓ اس خط سے خوش ہوئے اور طلحہؓ کو بھی دکھلایا وہ بھی مسرور ہوئے۔ ان دونوں کو معاویہ ابن ابوسفیان کی خیر خواہی پر ذرا بھی شک نہ ہوا۔

معاویہ ابن ابوسفیان کے خط کے ملنے کے بعد طلحہؓ و زبیرؓ نے حضرت علی ع کی خدمت میں پہنچ کر بصرہ و کوفہ کی گورنری کا تقاضہ کیا۔

ابن قتیبہ دینوری اپنی کتاب الامامۃ والسیاسہ میں لکھتے ہیں:

حضرت علی ع کی بیعت کے کچھ دن بعد طلحہؓ و زبیرؓ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بیعت کس شرط پر کی ہے؟ امیر المومنین ع نے فرمایا: ہاں ! اس شرط پر کہ میری اطاعت و فرمان برداری کرو گے۔ جو بھی حکم دیا جائے کہو گے ہم نے سنا اور اطاعت کریں گے جس طرح تم نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی تھی۔

انھوں نے کہا: نہیں ! ہمارا مقصد یہ تھا کہ حکومت میں آپ کے ساتھ شریک رہیں گے۔

حضرت علی ع نے فرمایا: تم لوگ تو گفتگو میں اور مشکلات میں مظبوطی سے جمے رہنے اور مدد کرنے میں بھی ناتوان و کمزور ہو۔

جب انھیں یقین ہو گیا کہ حضرت علی ع انھیں حکومت میں شریک نہیں کریں گے تو شکایت و سرکشی و بغاوت شروع کر دی۔

زبیر بن عوامؓ نے قریش سے کہا: جانتے ہو علی ع نے ہمیں کیا صلہ وانعام دیا ہے؟ ہم نے ان کے لئے قیام کیا اور خلیفہ عثمانؓ کی حکومت کے زمانے میں ہم نے خلیفہ کے لئے گناہ ثابت کر کے اس کے قتل کے اسباب پیدا کئے جبکہ علی ع اپنے گھر میں بیٹھے رہے، اب جبکہ علی ع اپنے مقصد و مقام کو حاصل کر چکے تو ہمیں محروم کر دیا۔

جب ان کا اعتراض و شکایت حضرت علی ع تک پہنچی تو امیرالمومنین ع نے عبداللہ ابن عباس کو بلوایا اور ان سے فرمایا: تم نے ان دو افراد کی بات سنی؟

عبداللہ بن عباس نے کہا: ہاں! وہ حکومت چاہتے ہیں۔ زبیرؓ بصرہ کی حکومت اور طلحہؓ کوفہ کی۔

مولا علی ع نے فرمایا: ان کی حکومت دنیائے اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑا خطرہ ہے۔ اے ابن عباس ان دو شہروں میں فوجی افراد اور دولت زیادہ ہے اگر یہ دو افراد عوام کے سر پر سوار ہو جائیں تو نادان و کم عقل افراد کو لالچ دیکر، کمزور افراد کو دھوکا دے کر، قدرت مند افراد کو اپنے ہمراہ کر کے تسلط پیدا کر لینگے۔ اگر میں اپنے ذاتی نفع نقصان

کے لئے کسی کو چاہتا تو معاویہ ابن ابوسفیان کے ذمہ یہ کام کرتا اور انھیں شام کی حکومت دے دیتا۔ اگر یہ دو حکومت کے لئے زیادہ حرص و شوق نہ رکھتے تو ان کو یں حکومت عطا کر دیتا مگر ان کی حرص و لالچ دیکھ کر ان کو کچھ نہ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے (الامامۃ والسیاسہ جلد اصفحہ ۴۹ و ۵۰)۔

اس واقعہ کے کچھ دن بعد ان دونوں نے حضرت ع کی خدمت میں آ کر عمرہ انجام دینے کی اجازت مانگی۔ مولا علی ع نے فرمایا: نہیں! تم لوگ عمرہ کے لئے نہیں جا رہے ہو۔

طلحہ رض و زبیر رض نے قسم کھائی کہ عمرہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہمارے پیش نظر نہیں ہے۔

مولا علی ع نے دوبارہ فرمایا: تم عمرہ نہیں کرنا چاہتے ہو بلکہ خیانت اور بیعت توڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

ان دونوں نے پھر قسم کھائی کہ بیعت توڑنے یا کسی مخالفت کا ارادہ نہیں ہے صرف عمرہ انجام دینا چاہتے ہیں۔

حضرت علی ع نے ان دو سے کہا کہ اپنی بیعت کو دوبارہ انجام دو۔ انھوں نے دوبارہ بیعت کی اور محکم و مضبوط عھد و پیمان کو اپنی زبان پر جاری بھی کیا۔

مولا علی ع نے انھیں اجازت دی اور وہ دونوں جب وہاں سے چلے گئے تو موجود اصحاب سے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی ان کو نہ دیکھو گے مگر فتنہ و فساد اور مسلمانوں کا خون بہاتے ہوئے۔

طلحہ رض و زبیر رض مدینہ منورہ سے خارج ہونے کے بعد جس کسی سے ملاقات کرتے کہتے کہ اب

علی ابن ابی طالب ع کی بیعت اور اس تعلق سے کوئی عھد و پیمان ہماری گردن پر نہیں ہے۔ ہم نے اکراہ و جبر سے بیعت کی تھی۔حضرت ع کے سامنے جب ان کی گفتگو دہرائی گئی تو فرمایا: قسم ہے پروردگار کی یہ دونوں بدترین حالت میں مارے جائیں گے۔ یہ عمرہ کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں بلکہ بیعت توڑنے اور میری مخالفت کی غرض سے نکلے ہیں۔ یہ مجھ سے ملاقات کریں گے ایک بڑے لشکر کے ساتھ اور اس جنگ میں یہ مارے جائیں گے۔ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو (زندگانی امیر المومنین علیہ السلام۔سید ہاشم رسولی محلاتی صفحہ ۳۴۹)۔

ام المومنین عایشہؓ اور تیسرے خلیفہ کے خون کا مطالبہ:

جب خلیفہ مسلمین عثمان ابن عفانؓ کا مدینہ منورہ میں قتل ہوا, اس وقت عایشہ بنت ابو بکرؓ حج بجالانے کے لئے مکہ مکرمہ میں تھیں اور ہر جگہ مسلمانوں کو خلیفہ عثمانؓ کے قتل کے لئے آمادہ کررہی تھیں۔ابن ابی الحدید نے مدائنی سے روایت کی ہے کہ جب خلیفہ کے قتل کی خبر ام المومنین کو دی گئی تو فورا مدینہ کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔وہ سمجھ رہی تھیں کہ خلیفہ عثمانؓ کے بعد مسلمان طلحہؓ کی بیعت کریں گے لہذاء بہت خوش تھیں۔جب شراف کے مقام پر پہنچیں اور مدینہ سے آنے والے عبید بن ابی سلمہ لیثی سے مدینہ کے حالات دریافت کئے تو جواب ملا کہ خلیفہؓ قتل کردئے گے۔

سوال کیا کہ اس کے بعد کے واقعات بیان کرو تو عبید نے کہا: گردش حالات نے لوگوں کو بہترین رہبر عطا کیا اور لوگوں نے علی ابن ابی طالب ع کی بیعت کی۔

ام المومنین نے کہا اگر ایسا ہوا ہے تو آسمان زمین پر گر پڑے, خاک پڑے تجھ پر کیا کہہ

رہا ہے؟

عبید نے کہا: حقیقت یہی ہے جو میں نے بیان کی اے ام المومنین!۔ خدا گواہ ہے خلافت و حکومت کے لئے ان سے زیادہ مناسب کوئی نہیں ہے۔ کوئی کسی بھی فضیلت وشرف میں ان کے مثل نہیں ہے۔ آپ ان کے خلافت سے کیوں رنجیدہ ہیں؟ ام المومنین نے کوئی جواب نہ دیا (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۲ صفحہ ۷۷)۔

قیس بن ابی حازم نے روایت کی ہے کہ جس سال خلیفہ عثمانؓ کا قتل ہوا, ام المومنین عایشہؓ حج کے لئے گئی تھیں میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ جیسے ہی خلیفہ عثمانؓ کے قتل کی خبر سنی مدینہ کی طرف سفر شروع کیا, راستہ میں طلحہؓ کو یاد کر کے اپنے آپ سے کہتی تھیں" ناز کروں صاحب انگشت پر" اور خلیفہ عثمانؓ کا نام لیکر کہتی تھیں: "اللہ اسے اپنی رحمت سے دور رکھے"۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ راستہ میں حضرت علی ع کے خلیفہ ہونے کی اطلاع ملی۔ حضرت علی ع کی بیعت سن کر ام المومنین نے کہا: اگر آسمان زمین پر گر پڑتا تو اس سے بہتر تھا۔

اس کے بعد حکم دیا کہ سواریوں کو واپس مکہ کی طرف موڑ دیا جائے۔ مکہ کی طرف حرکت کرتے ہوئے ام المومنین کہتی جاتی تھیں: "ابن عفانؓ مظلوم قتل کیا گیا"۔

قیس بیان کرتا ہے کہ میں نے ان سے کہا: اے ام المومنین ابھی تو آپ کہتی تھیں اللہ اپنی رحمت کو عثمانؓ سے دور رکھے۔ اس سے قبل ان کے تعلق سے بدترین باتیں کرتی تھیں اور ان کے تعلق سے سب سے زیادہ آپ غضبناک تھیں۔

ام المومنین عایشہؓ نے کہا: ہاں سچ ہے مگر اب ان کے تعلق سے سوچتی ہوں تو متوجہ ہوئی

کہ لوگوں نے انھیں توبہ کروائی۔ توبہ کے بعد وہ چاندی کی طرح سفید بے داغ ہو گئے اور محترم مہینہ میں روزہ کی حالت میں ان پر حملہ کر کے قتل کیا گیا (شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۷۷)۔

ام المومنین عایشہ رض لوٹ کر مکہ گیئں اور مسلمانوں کو جمع کر کے کہا: اے لوگو عثمان رض مظلوم قتل ہوئے۔ خدا کی قسم میں ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ کبھی یہ کہتی تھیں اے قریش عثمان رض قتل ہوئے ان کے قاتل علی ابن ابی طالب ع ہیں خدا کی قسم عثمان رض کی ایک انگلی یا زندگی کی ایک رات علی ع کی تمام عمر سے بہتر ہے (الانساب جلد ۵ صفحہ ۹۱)۔

ابن ابی الحدید اور دوسرے مورخین نے لکھا ہے کہ جب طلحہ رض و زبیر رض کوا طلاع ملی کہ ام المومنین حضرت علی کی خلافت کی خبر سن کر مکہ مکرمہ لوٹ گیئں تو ان دونوں نے عایشہ رض کے لئے خط لکھ کر عبداللہ ابن زبیر رض کے ذریعہ بھجوایا۔ خط میں لکھا کہ حضرت علی ع کے خلاف اپنی مخالفت کو آشکار کریں اور طلحہ رض و زبیر رض کے لئے لوگوں سے بیعت لیں۔ خط کو پڑھنے کے بعد عایشہ رض نے لوگوں کو خلیفہ عثمان رض کے خون کا مطالبہ اور طلحہ رض و زبیر رض کی بیعت کی دعوت دی۔

ام المومنین عایشہ رض کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے عوام کو خلیفہ عثمان رض کے خلاف کرنے کی ابتداء کی۔ عایشہ رض نے خلیفہ کو نعثل کا نام دیا اور کھلے عام کہتی تھیں نعثل کو مار ڈالو۔ خلیفہ رض کے قتل کے بعد اور حضرت علی ع کے خلیفہ کے عنوان سے منتخب ہونے کی اطلاع ملتے ہی خلیفہ عثمان رض کے خون کے مطالبہ کرنے والوں میں شامل ہو کر جنگ جمل برپا کی۔

خلیفہ عثمانؓ سے عایشہؓ کی مخالفت اس وقت شروع ہوئی جب خلیفہؓ نے خلیفہ دوم عمر ابن خطابؓ کے عمل کی مخالفت کرتے ہوئے تمام رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو بیت المال سے مساوی دینا شروع کیا۔ عمر ابن خطابؓ نے بیت المال سے عایشہؓ کو دوسری ازواج سے زیادہ مقرر کیا تھا جسے عثمان ابن عفانؓ نے ختم کر دیا تھا۔

ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ جب خلیفہ محاصرہ میں تھے, ام المومنین عایشہؓ حج کے لئے مکہ جانے کی تیاری کر رہی تھیں مروان ابن حکم , زید ابن ثابت اور عبد الرحمن بن عتاب ام المومنین کی خدمت میں آئے اور عرض کیا:

اے مومنین کی ماں! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مدینہ میں رک جائے کیونکہ آپ دیکھ رہی ہیں کہ خلیفہؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا ہے۔ آپ کے مدینہ میں رہنے سے خلیفہؓ سے یہ خطرہ دور ہو جائے گا۔

عایشہؓ نے کہا : میں نے سامان سفر باندھ لیا ہے یہاں نہیں رک سکتی۔

انھوں نے دوبارہ درخواست کی کہ مدینہ میں رک جائیں۔ ام المومنین نے بھی وہی جواب دیا۔ مروان ابن حکم یہ سن کر رنجیدہ اور غصہ کی حالت میں باہر جاتے ہوئے ام المومنین کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے شعر پڑھا۔

عایشہؓ نے کہا: مجھے شعر سے مثال دے رہے ہو۔ خدا کی قسم میں چاہتی ہوں تم اور وہ جس کے لئے تم آئے ہو دونوں کے پیروں سے چکی کے پاٹ باندھ کر دریا میں ڈوبو دیا جائے اور میں مکہ چلی جاوں۔

اس واقعہ کے تعلق سے بلاذری نے لکھا کہ عایشہؓ نے کہا: میں مکہ و حج کے سفر کے لئے

تیار ہوگئی ہوں ۔اسے اپنے پر واجب کرلی ہوں ۔خدا کی قسم یہاں نہیں رکوں گی ۔ میں چاہتی ہوں کہ عثمانؓ کو ایک تھلے میں باندھ کر ساتھ لے جا کر دریا میں ڈال دوں ۔

ام المومنین عایشہؓ نے خلیفہ عثمان بن عفانؓ کی نہ صرف مدد نہ کی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بزرگ صحابہ کو ان کے خلاف تحریک بھی کیا۔طبری نے نقل کیا ہے کہ ابن عباس خلیفہ عثمانؓ کے حج کے نمائندہ کے عنوان سے مدینہ سے باہر نکلے اور صلصل (مدینہ کے قریب ہے) کے مقام پر ام المومنین عایشہؓ سے ملاقات کی ۔عایشہؓ نے ابن عباس سے کہا: تم صاحب عقل وفہم ہو اور تمہاری گفتگو میں اثر بھی ہے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ اس شخص (خلیفہ عثمانؓ) کو لوگوں کی نظر میں ذلیل وخوار کر کے پیش کرو اور لوگوں کے ذہنوں میں اس کے تعلق سے بدگمانی وشک وشبہ پیدا کردو تا کہ لوگ اس سرکش وباغی سے دوری اختیار کریں ۔لوگ بیدار ہو چکے ہیں روشنی ونور ان پر ظاہر ہو چکا ہے اور ودسرے شہروں سے بھی آچکے ہیں ۔ میں نے دیکھا ہے کہ طلحہؓ نے بیت المال کی کنجی لے لی ہے اور حفاظت کے لئے لوگوں کو بیت المال پر رکھا ہے ۔اگر طلحہؓ کو حکومت مل جائے تو اپنے چچا کے بیٹے ابوبکر بن ابوقحافہؓ کی طرح لوگوں سے عدل وانصاف کا برتاؤ کرینگے ۔

ابن عباس نے جواب دیا: اے ماں !اگر خلیفہ عثمانؓ کے لئے کوئی حادثہ پیش آئے تو لوگ سوائے ہمارے آقا علی ابن ابی طالب ع کے کسی اور کی پناہ اختیار نہیں کرینگے ۔

عایشہؓ ابن عباس کی گفتگو سے رنجیدہ ہوئیں اور ابن عباس کو جھڑک کر کہا یہاں سے درو ہو جاؤ میں تم سے بحث ومباحثہ کرنا نہیں چاہتی ۔(الغدیر جلد ۹ صفحہ ۸ ۷ و ۹ ۷) ۔

ولید بن عقبہ جو خلیفہ عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے کثرت سے شرب نوشی و زنا کرتے تھے, ایک دن صبح مستی کی حالت میں نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آئے اور صبح کی نماز ۴ رکعت پڑھا دی۔ نماز میں اور رکوع وسجود میں عاشقانہ شعر بلند آواز سے پڑتے رہے اور نماز کے سلام کے بعد محراب مسجد میں گر کر قئی کر دئے۔

ولید کی شکایت کرنے کے لئے کچھ کوفہ کے مسلمان خلیفہ کی خدمت میں پہنچے, خلیفہ نے ان کی شکایت پر اقدام کرنے کے بجائے انھیں یہ کہکر ڈرایا دھمکایا کہ تم لوگ اپنے امیرو حاکم پر تہمت لگا رہے ہو اور اگر دوسرے دن صبح تک مدینہ میں رہو گے تو سزا دی جائے گی۔ کوفہ کے ان افراد نے خلیفہ کے خوف سے ام المومنین عایشہؓ کے پاس پناہ حاصل کی۔ دوسرے دن صبح جب خلیفہ مسجد کی طرف جا رہے تھے تو عایشہؓ نے اپنے حجرے سے خلیفہ پر غم وغصہ کا اظہار کیا۔ خلیفہ نے سوال کیا کہ کیا عراق کے فاسق گانا گانے والوں کو عایشہؓ کے گھر کے علاوہ کوئی اور پناگاہ نہ مل سکی؟

جب ام المومنین عایشہؓ نے اس بے ادبانہ وگستاخ گفتگو کو سنا تو رسول اللہ ﷺ کے نعلین دکھاتے ہوئے کہا کہ ابھی یہ پرانے نہیں ہوئے اور تم نے دین میں تبدیلیاں لا دیں۔

اس کے بعد کچھ پتھر خلیفہ کے گھر کی طرف پھینکے۔ مسلمان اس وقت جمع ہو گئے تھے بعض نے ام المومنین عایشہؓ کی حمایت کی اور بعض نے کہا کہ عورت کو حق نہیں ہے کہ وہ حکومت کے معملات میں دخل انداز ہو اور خلیفہ کے مکان پر پتھر پھینکے (تاریخ ابوالفد جلد اصفحہ ۱۷۶۰۔ الاصابہ جلد۳ صفحہ ۶۳۸۔ تاریخ الخلفاء ۱۴۰۔ السیرہ الحلبیہ جلد صفحہ ۴۱۳)۔

تاریخ ابو الفداء میں نقل ہے کہ ام المومنین عایشہ رضؓ بھی لوگوں کے اعتراض کا ساتھ دیتے ہوئے خلیفہ پر شدید اعتراض کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا پیراہن, سر کے بال نکال کر خلیفہ و لوگوں کو دکھاتیں اور کہتیں: یہ پیراہن و بال پرانے نہیں ہوئے اور عثمان رضؓ نے دین کو بدل ڈالا۔ ام المومنین عایشہ رضؓ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح لوگوں کو دینی احساسات کی بنیاد پر خلیفہ عثمان رضؓ کے خلاف تحریک کرتی تھیں تا کہ عثمان رضؓ کے بعد طلحہ رضؓ کو خلافت مل سکے (طرحہای رسالت جلد۳ صفحہ ٦٠)۔

ابن ابی الحدید معتزلی لکھتا ہے کہ جس کسی نے بھی سیرت و تاریخ پر کتاب لکھی وہ جانتے تھے کہ ام المومنین عایشہ رضؓ خلیفہ عثمان رضؓ کی سخت ترین مخالفین سے تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے لباس کو اپنے گھر میں لگا رکھا تھا, جو کوئی ان کے گھر آتا اس سے کہتیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا لباس ابھی پرانا نہیں ہو مگر عثمان رضؓ نے ان کے دین اور ان کی سنت کو بدل ڈالا۔ اس طرح عایشہ رضؓ نے ایک منظم مسلمانوں کو تحریک کرنے کا منصوبہ شروع کرر کھا تھا۔ وہ پہلی فرد ہیں جنھوں نے خلیفہ کو نعثل کا نام دیا۔ کہتی تھیں اس بوڑھے بیوقوف کو قتل کر دو۔

کہتی تھیں نعثل کو اللہ مار ڈالے۔ عایشہ رضؓ کے خلیفہ کو نعثل کہنے کے نتیجہ میں عام مسلمان بھی اس قدر جری ہو گئے تھے کہ وہ بھی خلیفہ کو گستاخانہ نام سے یاد کرتے تھے۔

علامہ امینی تحریر فرماتے ہیں کہ روایات سے واضح ہے کہ ام المومنین عایشہ رضؓ خلیفہ عثمان رضؓ سے اسقدر نفرت کرتی تھیں کہ خلیفہ کے جلد از جلد نابود ہونے کی دعاء کرتی تھیں۔ ان کی خواہش تھی کہ خلیفہ کے پیر سے ایک بڑے پتھر کو باندھ کر خلیفہ کو دریا میں ڈال دیا

جائے یا وہ خود خلیفہ کو ایک بڑے تھلے میں باندھ کر سمندر کی موجوں کی نظر کر دے۔
عایشہؓ کی خواہش تھی جو لوگ خلیفہ کے خلاف جمع ہوئے ہیں خلیفہ کو ان کے حوالے کر دے تا کہ وہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اس طرح امت مسلمہ کو ذلت ورسوائی سے نجات ملے۔اسی وجہ سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو رسول اللہ ﷺ کے لباس نعلین و بال دیکھا کر اور حضرت ﷺ کے بیانات کے ذریعہ بیدار کر کے خلیفہ کے خلاف سفر وحضر میں تحریک کرتی رہتی تھیں۔ام المومنین کی دوسری خواہش تھی کہ خلافت ان کے چچا زاد بھائی طلحہؓ کو ملے تا کہ خلافت پھر سے خاندان تیم میں لوٹ آئے۔
ام المومنین نے جس وقت خلیفہ کے قتل کی خبر سنی تو کہا کہ یہ اس کے اعمال کی سزا ہے اللہ کسی پر ظلم وستم نہیں کرتا مگر جیسے ہی اطلاع ملی کے اللہ کی خلافت اپنے بلند مقام پر لوٹ آئی ہے چونکہ یہ حضرت علی ع سے رغبت نہیں رکھتی تھیں اور اپنے مقاصد کو مولا علی ع کی خلافت میں حاصل ہوتا نہیں دیکھ رہی تھیں اس لئے کہا: کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور اس کے ساتھ ہی خلیفہ کی موت پر افسوس اور اسے بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش شروع کی اور آخر کار اس کے خون کے مطالبہ کے عنوان سے لشکر کشی کی تیاری شروع کر دیں۔ (الغدیر جلد۹ صفحہ ۸۴تا۸۶)۔
سب سے پہلے جس نے عایشہؓ سے عثمان ابن عفانؓ کے خون کے مطالبہ کو سنا وہ عبداللہ ابن عامر تھے اس کے بعد سعید ابن عاص اور ولید ابن عقبہ بھی ان کے ہمراہ ہو گئے (طبری جلد ۵ صفحہ ۳۰۹۸)۔

طلحہؓ و زبیرؓ کا ام المومنین عایشہؓ کے مطالبہ خون خواہی میں شریک ہوجانا:

طلحہ ابن عبید اللہؓ اور زبیر بن عوامؓ ان چھ افراد میں سے ہیں جنھیں خلیفہ دوم عمر ابن خطابؓ نے شوراء خلافت میں قرار دیا تھا اور اس طرح خلافت و حکومت کی تمنا ان کے نفس میں ڈال دی تھی۔ اس وجہہ سے وہ خود کو حضرت علی ع کے برابر قرار دیکر اپنے عمل و تحریکات کو مولا علی ع کے خلاف حق بجانب اور صحیح و منطقی سمجھنے لگے تھے۔

طلحہؓ کوفہ میں اور زبیرؓ بصرہ میں ایسے افراد رکھتے تھے جو ان کی بیعت کے لئے آمادہ تھے مگر اہل مدینہ کی مخالفت نے انھیں مجبور کردیا تھا کہ حضرت علی ع کی بیعت کو قبول کریں۔

معاویہ بن ابی سفیان شام میں اپنا اقتدار باقی رکھنے کی غرض سے چاہتے تھے کہ حضرت علی ع کی حکومت میں فتنہ برپا کرنے کے لئے لوگوں کو مختلف طریقوں سے تحریک کریں چنانچہ معاویہ ابن ابوسفیان نے زبیرؓ کو امیر المومنین کا لقب دے کر خط لکھا (اس سے قبل بھی اس خط کو پیش کرچکا ہوں)۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برائے بندہ خدا زبیر (امیر المومنین) از معاویہ بن ابی سفیان۔ سلام ہو تم پر۔ میں نے اہل شام سے تمہاری خلافت کے لئے بیعت لے لی ہے۔ تمام شامی تمہاری بیعت کے لئے ایسا ہجوم کئے جیسے دودھ دینے والے جانور دودھ دینے کے لئے ہجوم کرتے ہیں اور یہ لوگ تمہاری بیعت کے لئے ہم پر زور ڈال رہے ہیں۔ تم صرف کوفہ اور بصرہ کو اپنی حفاظت میں رکھو تا کہ علی ع کے ہاتھ میں نہ چلے جائیں۔ کیونکہ